رنگ جب محشر میں لائے گی تو از جائے گا رنگ
یہ نہ کہیے سرخیِ خونِ شہیداں کچھ نہیں!

شاہ اسمٰعیل محدث دہلوی

شہید بالاکوٹ ۱۲۴۶ھ/۱۸۳۱ء

علمائے محتاطین انہیں کافر نہ کہیں یہی صواب ہے، وھو الجواب وبہ یُفتیٰ وعلیہ الفتویٰ وھو المذھب وعلیہ الاعتماد وفیہ السلامۃ والسداد یہی جواب ہے یہی فتوے دیا جائے گا، اور اسی پر فتوے ہے اور یہی ہمارا مذہب اور اسی پر اعتماد اور اسی میں سلامتی ہے اور اسی میں استقامت ہے۔

مولانا احمد رضا خاں بریلوی
تمہید ایمان ص ۲۳ مطبوعہ ۱۳۲۶ھ

تالیف: پروفیسر علامہ خالد محمود ایم اے، پی ایچ ڈی

شائع کردہ: مکتبہ دار المعارف ، اردو بازار لاہور

اشاعتِ اوّل ۱۹۷۵ء

اشاعتِ دوم ۱۹۷۸ء

اشاعتِ سوم ۱۹۸۰ء

اشاعتِ چہارم ۱۹۸۶ء

تعداد ۱۰۰۰

طابع .... دار المعارف

اردو بازار لاہور

ENGLAND

19-CHORLTON TERRACE UPPERBROOK

STREET MANCHESTER.13 ENGLAND

15 WOODSTOCK ROAD BIRMINGHAM.12

کاپی رائٹ ایکٹ کے تحت کوئی شخص اس کتاب کو
بغیر مصنف کی اجازت کے نہ تو شائع کر سکتا ہے نہ ہی
ترجمہ کر سکتا ہے اور نہ ہی اس کے کسی پیراگراف
کو بغیر اس کتاب کا حوالہ دیئے نقل کر سکتا ہے

ہندوستان میں اس کتاب کے جملہ حقوق اشاعت ادارہ تاج المعارف دیوبند یوپی
کے نام محفوظ ہیں۔ بغیر اجازت کوئی صاحب قصد طبع نہ فرمائیں۔ — مؤلف

محمد زاہد ناظم دار المعارف
الفضل مارکیٹ اردو بازار لاہور

علم و فضل کی خاصی شہرت تھی۔ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے علوم و معارف کی تجدید و تدوین سے مسلمانوں کے تنِ مُردہ میں زندگی کی روح پھونکی۔ سیاسی تنزّل کے دَور میں علم و فکر کا تحفظ کیا اور ظلمت کدۂ ہند میں علم و فضل کے وہ چراغ روشن کیے جن کی تابانی آج بھی قوم کو روشنی بخش رہی ہے۔ سیاسی زوال کے دَور میں اسلامی عقائد اور مُسلّمہ روایات کا تحفظ ہی ایک ایسی زمین تھی جس پر آئندہ قصرِ آزادی کی بنا رکھی جا سکتی تھی۔ یہ حضرت شاہ صاحبؒ کی فکر تھی جو پہلے بالاکوٹ میں عمل بن کر اُبھری اور یہی وہ روحِ عمل تھی جس نے ۱۸۵۷ء کے تاریک خاکے میں رنگ بھرا۔ کبھی یہ روحِ عمل تحریکِ خلافت میں تڑپی اور جو چراغ حضرت شاہ ولی اللہؒ نے جلائے تھے، وہ آئندہ آنے والی آزادی کی ہر تحریک میں اپنے خون کا رنگ بھرتے رہے ؎

بنا کردند خوش رسمے بخاک و خون غلطیدن
خدا رحمت کند ایں عاشقانِ پاک طینت را

حضرت شاہ ولی اللہؒ کے جانشین قطب الارشاد شیخ المحدثین حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ (۱۲۳۹ھ) اپنے وقت میں پورے ہندوستان کا علمی مرکز تھے۔ آپ نے علم و عمل کی پوری قوت سے اپنے والد کی تعلیمات کو جلا بخشی۔ آپ کے برادران حضرت شاہ عبدالقادر محدث دہلویؒ (۱۲۳۰ھ) اور حضرت شاہ رفیع الدین محدث دہلویؒ (۱۲۳۳ھ) ان دینی مہموں میں آپ کے ساتھ تھے۔ جگہ جگہ علمی درسگاہیں قائم تھیں اور قرآنی علوم کا فیضان عملِ سنّت کے ساتھ سارے ملک میں پھیل رہا تھا۔

ہندوستان کے دار الحرب ہونے کا فتویٰ

علم و معرفت کے اس چشمۂ صافی میں ایک سیاسی لہر اُٹھی۔ یہ لہر قطب الارشاد حضرت شاہ عبدالعزیزؒ کا فتویٰ تھا کہ غلام ہندوستان دار الحرب ہے۔ اس فتوے کی رُو سے پہلے ہر جگہ [illegible]

کی زمین تھرا اُٹھی۔

شریعت کا فتویٰ تھا حق کی منادی — کہ ہندوستاں کی زمیں سب ہلادی
کہ جس نے سنا اس کو دھن اک لگادی — اور آں قوم اپنے ہی گھر سے اُٹھادی

انگریز حکمران بھانپ گئے کہ آئندہ ان کے خلاف دھواں کہاں سے اُٹھنے والا ہے لیکن اتنی جلدی وہ کسی ایسے شخص کو آگے نہ لاسکتے تھے جو غلام ہندوستان کو دارالاسلام کہے اور دارالحرب کہنے والوں پر کفر کی گولہ باری کرے۔ قوم کے ذہن کو اس درجہ گرانے کے لیے کچھ وقت کی مہلت درکار تھی۔

حضرت مولانا اسمٰعیل شہیدؒ (۱۲۴۶ھ) کا خاندانی تعارف

آپ اسی خاندانِ دہلی کے چشم و چراغ تھے۔ آپ نے ان بزرگوں کی صحبت میں آنکھیں کھولی تھیں جو وقت کے اولیاء کبار تھے۔ آپ قطبِ وقت حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کے بھتیجے اور شاگرد تھے۔ ان کے سامنے ہی بڑے ہوئے اور ان کے سامنے ہی تعلیم و تبلیغ کی وادی میں قدم رکھا آپ عقائد و نظریات میں اپنے خاندان کے ترجمان تھے۔ تحریکِ جہاد میں آپ اپنے شیخِ طریقت مجاہدِ کبیر حضرت سید احمد بریلویؒ کے ساتھ شریک تھے جنھوں نے خرقہ خلافت حضرت شاہ عبدالعزیزؒ سے لیا تھا۔

دہلی کی سندِ حدیث ان دنوں حضرت شاہ عبدالعزیزؒ محدث دہلوی کے نواسے حضرت شاہ محمد اسحٰق محدث دہلویؒ کے دم سے آباد تھی۔ آپ نے حضرت شاہ صاحبؒ کے بعد اس مسندِ حدیث کو زینت بخشی اور اپنے خاندانی اعتقاد کے ساتھ آپ نے درس و فتویٰ کی ذمہ داری سنبھالی حضرت شاہ اسمٰعیل اور حضرت شاہ محمد اسحٰقؒ کے فضل و کمال کا پتہ اس سے چلتا ہے، کہ فرطِ مسرت میں حضرت شاہ عبدالعزیز محدث دہلویؒ کی زبان پر کبھی یہ آیت جاری ہو جاتی تھی۔

الحمد للّٰہ الذی وھب لی علی الکبر اسمٰعیل و اسحٰق

ان ربی لسمیع الدعاء (پ۱۳ ابراہیم ع ۶)

(ترجمہ) سب تعریفیں اللہ کے لیے ہیں جس نے اس بڑی عمر میں مجھے اسمٰعیل اور اسحٰق بخشے ہیں، بے شک میرا رب سنتا ہے دعا کو۔

حق یہ ہے کہ پورے ہندوستان پر اس خاندان کی علمی حکومت تھی جو لوگ حضرت شاہ اسمٰعیل محدث دہلوی پر ردوقدح کرتے ہیں وہ اس پس منظر کو بھول جاتے ہیں کہ آپ کس خاندان کے فرد تھے اور آپ کے عقائد و نظریات کن کن بزرگوں کے سامنے کھلے تھے۔ اس علمی خاندان کی شان یہ تھی کہ جہاں بھی علماء کرام تھے وہ اس خاندان کے بالواسطہ یا بلاواسطہ شاگرد تھے اور تو اور مارہرہ کے گدی نشین بھی اسی خاندان کا دم بھرتے تھے اور انہی سے علم کی سند لیتے تھے۔

مارہرہ کے گدی نشینوں کا آستانہ عقیدت

مولوی فضل رسول بدایونی پہلے شخص ہیں جنہوں نے سب سے پہلے اس خاندان کی مخالفت کی، ان کے پیر شاہ آل احمد (۱۲۳۵ھ) نے بھی سند حدیث اسی گھر سے لی تھی[1] حضرت سید آل احمد کے بھتیجے سید آل رسول (جو مولانا نقی علی خاں والد مولوی احمد رضا خاں کے پیر تھے اور مولوی احمد رضا خاں نے بھی عنفوان شباب میں ان سے بیعت کی تھی) آپ بھی اسی گھر سے سند لیتے تھے[2] حضرت سید آل رسول (۱۲۹۶ھ) نے اپنے صاحبزادے سید ابوالحسین احمد نوری کو حضرت شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی کتابوں کی سند دی تھی۔

آپ نے اپنے صاحبزادے سید ابوالحسین نوری کو ۱۲۶۷ھ میں اجازت سلاسل قرآن کریم صحاح ستہ و مصنفات شاہ ولی اللہ محدث دہلوی کی مرحمت فرمائی[3]

---

[1] طوالع الانوار ص۱۹ مطبوعہ صبح صادق پریس سیتاپور [2] انوار العارفین ص۳۲، صدیقی پریس بریلی مطبوعہ ۱۲۸۶ھ [3] مدائح حضور پر نور جلد ۲ ص۱۴۹